

صدقہ فطر

از سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ

ایک درسی مشکوٰۃ جو بیس برس پہلے شائع ہوا ہے

مرتبہ: حفیظ الرحمن احسن

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ عَلَى الْعَبْدِ
الْحَيِّ وَالذَّكْرِ وَالْأُنْثَى وَالصَّغِيرِ وَالْكَبِيرِ مِنَ الْمُسْلِمِينَ
وَأَمْرِيهَا أَنْ تُؤَدَّى قَبْلَ خُرُوجِ النَّاسِ إِلَى الصَّلَاةِ (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ عنہما) بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
زکوٰۃ فطر مقرر کی تھی کھجوروں میں سے ایک صاع یا جو میں سے ایک صاع غلام پر، آزاد
پر، مرد پر، عورت پر، بچے پر، بڑے پر، جو بھی مسلمانوں میں سے ہو۔ اور آپ نے حکم دیا
تھا کہ یہ صدقہ فطر عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔

اس حدیث میں صدقہ فطر کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ صدقہ فطر رمضان کے خاتمے پر عید الفطر کی

لے مشکوٰۃ باب صدقہ الفطر کا وہ درس جسے حفیظ الرحمن احسن صاحب نے ٹیپ ریکارڈ کیا، پھر
اس سے اتارا اور دسمبر ۱۹۶۶ء کے آئین میں شائع ہوا۔

نماز پڑھنے سے پہلے واجب ہوتا ہے۔ اس کی مقدار یہ مقرر کی گئی ہے کہ آدمی اگر کھجور کی شکل میں دے تو ایک سائٹ سے (ایک صاع چاندیر یا ہوتا ہے) اور اگر جو کی شکل میں دے تو اس ایک صاع یعنی چار سیر دے۔ آگے ایسی انا دیش آتی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آدمی کیہوں کی شکل میں دے تو اس کی مقدار دو سیر ہوگی یعنی صاع کا نصف۔

اسی حدیث میں یہی بات حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ صدقہ فطر واجب ہے۔ یعنی جو شخص صاحب نصاب ہے، اس پر صرف زکوٰۃ ہی واجب نہیں ہے بلکہ اس پر صدقہ فطر بھی واجب ہے۔

دوسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ صدقہ فطر کی ایک مقرر مقدار واجب ہے۔ اس سے زیادہ کوئی دے تو اپنی خوشی سے دے سکتا ہے۔ لیکن کم سے کم اسے جو دنیا ہوگا وہ کھجور اور جو میں سے چار سیر ہے اور گیہوں کی شکل میں دو سیر۔

تیسری بات یہ بتائی گئی ہے کہ یہ صدقہ فطر ہر غلام، آزاد، بچے، بوڑھے، مرد، عورت سب کی طرف سے ادا کیا جائے گا۔ یعنی گھر کا مالک یہ صدقہ اپنے گھر کے تمام افراد حتیٰ کہ غلام تک سے نکالے گا۔ اگر گھر کا کوئی اور فرد بھی خود صاحب نصاب ہو تو صدقہ فطر اس پر بھی واجب ہے۔ مثلاً بیوی اگر خود مال رکھتی ہو تو وہ یہ صدقہ خود ادا کرے گی۔ ماں اگر شوہر ادا کر دے تو دوسری بات ہے، لیکن واجب خود اسی پر ہے۔ کیونکہ شریعت کی رو سے عورت کے ادا پر بھی صدقہ واجب ہے۔ اس طرح سے اگر آدمی کا کوئی بچہ جوان ہو گیا ہے اور خود کمانے والا ہے تو پھر یہ صدقہ اس پر واجب ہے جو چھوٹے بچے خود کمانے والے نہیں ہیں ان کی طرف سے باپ ادا کرے گا۔ اس طرح لڑکیوں کی طرف سے بھی باپ دے گا۔ پھر اگر ایک آدمی کا غلام کوئی ایسی تنخواہ پارٹا ہے کہ جس سے وہ خود اتنا مال دار ہے کہ اس پر صدقہ واجب ہو گیا تو وہ خود ادا کرے گا ورنہ اس کا آقا ادا کرے گا۔ گویا تمام گھر والوں کی طرف سے صدقہ فطر کا ذمہ دار تو صاحب خانہ ہی ہے البتہ افراد خانہ میں سے جو خود مال دار ہو وہ اپنی طرف سے یہ صدقہ ادا کرے گا۔

چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ صدقہ فطر عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے نکال دینا چاہئے اس کا مطلب یہ نہیں کہ عید کی نماز کے لیے نکلنے کے وقت ہی نکالنا چاہیے بلکہ اس سے پہلے بھی

نکالا جاسکتا ہے۔ بعض لوگ اس غلط فہمی میں ہیں کہ یہ صدقہ فجر کی اور عید کی نماز کے درمیان ہی نکالنا چاہیے۔ لیکن یہ خیال درست نہیں۔ کیونکہ یہ تو گر یا ایک آخری حد مقرر کی گئی ہے کہ آدمی عید کی نماز کے لیے نکلنے سے پہلے پہلے اس کو ادا کر دے لیکن اگر ایسا ہو کہ کوئی آدمی رہ گیا ہو اور ادا نہ کر سکا ہو تو اسے اس روز مغرب سے پہلے پہلے ادا کر دینا چاہیے۔ اس سے زیادہ تاخیر جائز ہے یا نہیں اس میں فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

وَعَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ كُنَّا نُخْرِجُ زَكَاةَ الْفِطْرِ صَاعًا
مِنْ طَعَامٍ أَوْ صَاعًا مِنْ شَعِيرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ صَاعًا مِنْ
أَقِطٍ أَوْ صَاعًا مِنْ زَبِيبٍ . (مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ)

حضرت ابو سعید خدریؓ کہتے ہیں کہ ہم (عید کے روز) زکوٰۃ فطر نکالا کرتے تھے، ایک صاع غلہ یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو، یا ایک صاع پیس، یا ایک صاع کشمش۔ مراد یہ ہے کہ آدمی کے پاس گھر میں خوراک کا جو سامان ہے وہ اس میں سے کسی ایک چیز کے ذریعے صدقہ فطر ادا کر سکتا ہے۔ اگر ایک آدمی صدقہ فطر روپے کی شکل میں دینا چاہے تو وہ اس طرح بھی ادا کر سکتا ہے لیکن جو شکل اس زمانے میں رائج تھی وہ یہی تھی کہ لوگ یہ صدقہ جنس کی شکل میں ادا کرتے تھے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ فِي الْخَيْرِ مَصَانَاتٍ : أَخْرَجُوا صَدَقَةً
صَوْمِكُمْ، فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَذِهِ الصَّدَقَةَ
صَاعًا مِنْ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ قَمْحٍ عَلَى كُلِّ حُرٍّ
أَوْ مَمْلُوكٍ ذَكَرًا وَآثْنَى صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ وَالنَّسَائِيُّ)

حضرت عبداللہ بن عباس (رضی اللہ عنہما) نے رمضان کے آخر میں یہ کہا کہ تم اپنے روزوں کی زکوٰۃ ادا کرو۔ یہ زکوٰۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی ہے۔ اگر کھجوریں یا جو ہوں تو چار سیر ادا کرو۔ گیہوں ہوں تو دو سیر ادا کرو۔ ہر آزاد اور غلام، ہر عورت اور مرد، ہر بچے اور بڑے کے اوپر یہ زکوٰۃ واجب ہے۔

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: فَرَضَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

زَكَاةَ الْفِطْرِ طَهَّرَ الصِّيَامَ مِنَ اللَّغْوِ وَالرَّفَثِ وَطُعْمَةً
لِلْمَسَاكِينِ . (رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ)

حضرت ابن عباسؓ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو صدقہ فطر مقرر کیا ہے۔ یہ روزوں کو پاک کرنے کے لیے ہے۔ یہودہ باتوں سے اور فحش کلام سے جو روزوں کے دوران میں ہوا ہو اور مساکین کی خوراک کا سبب ہے۔

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام میں جو خیرات اور دوسرے صدقات مقرر کیے گئے ہیں ان کی نوج یہ نہیں ہے کہ آپ ان صدقات کی ادائیگی کر کے غریبوں پر کوئی احسان کرنے میں یا ان پر انھیں آپ کا احسان مند ہونا چاہیے اور ان کی گردنیں آپ کے سامنے جھک جانی چاہئیں۔ اسلام میں صدقہ و خیرات کا یہ تصور ہرگز نہیں ہے۔ چنانچہ یہاں یہ بتایا گیا ہے کہ صدقہ فطر جو تم پر واجب کیا گیا ہے یہ دراصل خود تمہیں پاک کرنے کے لیے ہے۔ لفظ زکوٰۃ خود تبارک ہے کہ یہ زکوٰۃ فطر آپ کے نفس کو اور آپ کے مال کو پاک کرنے کے لیے عاید کی گئی ہے۔ اگر یہ مال آپ نہیں نکالتے تو اس سے آپ کا نفس اور مال دونوں ناپاک ہوں گے۔ چنانچہ جب تم صدقہ فطر ادا کرتے ہو تو وہ بھوکوں پر کوئی احسان کرنے کے لیے نہیں کرتے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ روزے کی حالت میں تم سے جو چھوٹے موٹے گناہ سرزد ہوئے جن سے تمہارا روزہ ناپاک ہو گیا تھا اور کسی یہودہ کلام یا فحش بات یا کسی اور بُرائی یا لغزش کی وجہ سے تمہارے روزے ناقص رہ گئے تھے تو یہ صدقہ فطر تمہارے روزوں کی خامیوں کو رفع کرنے کا ایک سامان ہوگا۔ یہ تمہارے عمل کو پاک کرنے کا ایک ذریعہ ہے اور خود تمہاری اپنی بھلائی کا سبب ہے۔

دوسری مصلحت اس کی یہ بھی ہے اور وہ خود بخود حاصل ہوتی ہے کہ عید کے روز کوئی مسلمان بھوکا نہ رہے۔ اس طرح صدقہ فطر مساکین کی خوراک کا بھی ایک سامان ہے اور ہر صاحب نصاب پر اس کا ادا کرنا واجب قرار دیا گیا ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ ثَعْلَبَةَ أَوْ ثَعْلَبَةَ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ
 أَبِي صَعِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
 وَسَلَّمَ: صَاعٌ مِنْ بُرٍّ أَوْ قَمْحٍ عَنْ كُلِّ اثْنَيْنِ صَغِيرٍ أَوْ
 كَبِيرٍ خَيْرٌ أَوْ عَبْدٌ ذَكَرًا وَانْثَى، أَمَا غَنِيَّتُكُمْ فَبِزَكَاةِ
 اللَّهِ وَأَمَا فِقِيرُكُمْ فَبِرِذْوَةِ اللَّهِ عَلَيْهِ أَكْثَرُ مِمَّا آطَاةُ
 (رءءاءة الأوءاءوءء)

عءء الله بن ءءلبه یا ءءلبه بن عءء الله بن ابی صءعیر اءنے والءے رءاءت
 كءءے ہں (ہیاں رءاءى كو یہ شك ٱءءا ہو گیا كه یہ رءاءت ان ءونوں صاءبوں میں
 سے كس كى ہے، كه رسول الله صءلى الله علیه وسلم نے فرما یا كه گہہوں میں اءك صاع
 زكوة الفءربے ہر ءو چھوٹے اور بڑے افراد كى طرف سے (یعنى ءوسیرنى كس،
 خواه ءه بچہ ہو خواه بڑا، خواه غلام ہو خواه آزاد، خواه مرء ہو خواه عءرت رءم میں
 سے جو غنى ہے الله ءعالى راس صدقة كى وجر سے)، اس كو ٱاكیز گى عطا كے گے
 اور جو رءم میں سے غزيب ہے (اگر وہ اپنى غربت كے باوجود صدقة فءطر نكالءے،
 ءو جو كچھ اس نے ءیا ہے الله ءعالى اُس كو اس سے زءاءه ءے گا۔

اس ءءءء سے معلوم ہوتا ہے كه اگر اءك غزيب آدمى بھى اءنے انءر كچھ مقءرت
 محسوس كرتا ہو ءو وہ یہ صدقة نكال سكتا ہے۔ وہ یہ صدقة اءنے سے زءاءه غزيب آدمى
 كو ءے سكتا ہے۔ اس طرف الله ءعالى اس كو جو كچھ اُس نے ءیا ہے اس سے زءاءه
 عطا كے گا۔

(ءءلش واقءباس از محمد ٱوسف صاءب لاءبر بن)